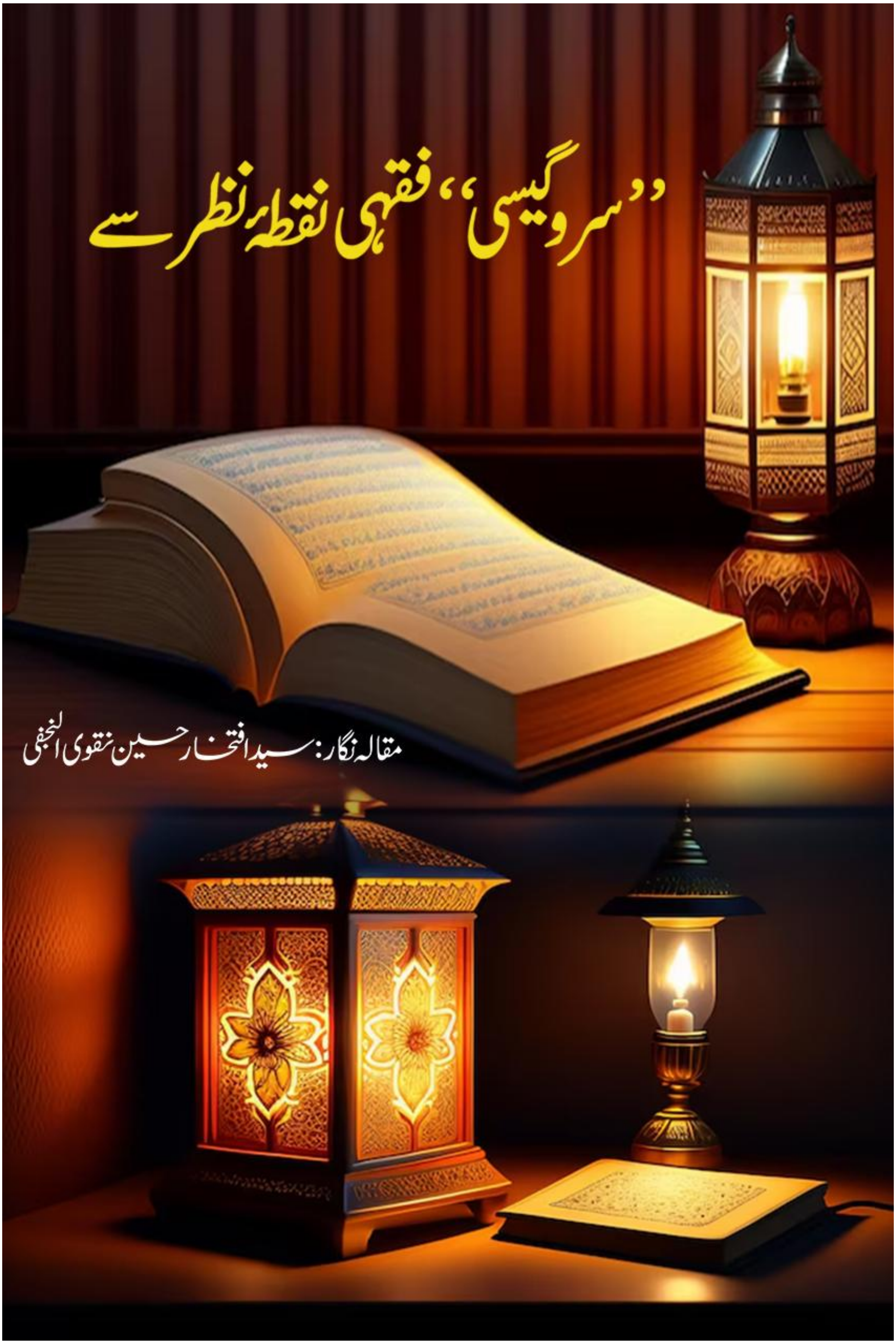
''سروگیسی'' فقہی نقطۂ نظر سے
مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”سروگیسی“ فقہی نقطہ نظر سے

مقالہ نگار: سید افتخار حسین نقوی النجفی

”سروگیسی“ ہے کیا؟

”سروگیسی“ (Surrogacy) سے مراد یہ ہے کہ کسی وجہ سے بچہ پیدا نہ کر سکنے والے مرد اور عورت (Commissioning Couple) کا تولیدی مادہ، مصنوعی ذرائع سے کسی دوسری عورت (Surrogate Mother) کے رحم (Uterus) میں داخل کیا جائے تاکہ وہ مادہ قدرتی عمل سے گزر کر مکمل بچہ بننے کے بعد مقررہ وقت پر جنم پائے۔ لہٰذا اس طرح بچے کو جنم دینے والی خاتون کو ”سروگیٹ مدر“ (Surrogate Mother) یا متبادل ماں کہا جاتا ہے۔ یہ عورت اگرچہ اس بچے کی حقیقی ماں نہیں ہوتی لیکن اس کے رحم میں جنین منتقل کردیا جاتا ہے جسے وہ نو مہینے اپنے رحم میں پالتی ہے اور جنم دیتی ہے۔

واضح رہے کہ سروگیسی کا عمل مختلف صورتوں میں انجام پذیر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس عمل کی تمام صورتوں کے لئے ایک ہی فقہی حکم تک رسائی بہت ہی مشکل یا ناممکن ہے لہٰذا ضروری ہے کہ سروگیسی کی تمام صورتوں کے بارے میں الگ الگ بحث کی جائے اور ہر صورت کے لئے جداگانہ طور پر فقہی حکم استنباط کیا جائے۔ اسی نکتے سے غفلت کے باعث سروگیسی سے متعلق اکثر تحقیقات میں جائز یا ناجائز ہونے کا صرف ایک ہی حکم بیان ہوا ہے جو اس عمل کی مختلف صورتوں کے ساتھ ہرگز ہم آہنگ نہیں ہے۔

”سروگیسی“ کی مختلف صورتیں

ا): جزوی سروگیسی: (Partial surrogacy)

سروگیسی کی اس صورت میں بانجھ جوڑے (Commissioning Couple) میں سے شوہر کے نطفہ (اسپرم) اور سروگیٹ مدر کے بیضے سے جنین تیار کرکے سروگیٹ مدر کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس صورت میں سروگیٹ مدر جینیٹک طور پر (Genetically) بچے سے وابستہ ہوتی ہے اور جینیٹک ماں بھی سمجھی جاتی ہے۔

۲): مکمل سروگیسی:(Total surrogacy)

اس حالت میں بچے کے خواہشمند بانجھ جوڑے (Commissioning Couple) میں سے شوہر کے نطفے اور بیوی کے بیضے سے لیبارٹری میں جنین (بارور بیضہ) تیار کرکے اسے کسی دوسری عورت کے رحم میں منتقل کردیا جاتا ہے جہاں یہ قدرتی عمل سے گزر کر مکمل بچہ بننے کے بعد مقررہ وقت پر جنم پاتا ہے۔ اس صورت میں چونکہ عورت کا بیضہ (Egg) اسی کے شوہر کے مادہ منویہ سے بارور (فرٹیلائز) کیا جاتا ہے اور پھر اسے سروگیٹ مدر کے رحم میں مصنوعی طریقے سے داخل کیا جاتا ہے لہذا پیدا ہونے والے بچے اور سروگیٹ مدر کے درمیان جینیٹک طور پر (Genetically) کوئی وابستگی نہیں ہوتی بلکہ جس جوڑے سے تولیدی مادہ حاصل کیا گیا تھا وہی جینیٹک والدین سمجھے جاتے ہیں۔

نکتہ:

واضح رہے کہ فقہی نقطہ نظر سے سروگیسی کے عمل میں اسپرم (Sperm)، بیضے اور نطفے کے سروگیٹ عورت کے رحم میں تبادلے کی صورتیں، اسپرم، بیضے اور نطفے کی اصلیت کی بنیاد پر مختلف ہو سکتی ہیں؛ مثلا کبھی عورت کے بیضہ کو کسی غیر مرد کے نطفہ سے بارور (فرٹیلائز) کرکے مصنوعی طریقے سے سروگیٹ عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے؛ کبھی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کے بیضہ کو شوہر کے نطفہ سے بارور کرکے سروگیٹ عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے اور اسی طرح چند دیگر صورتیں بھی تصور کی جاسکتی ہیں جن کے تفصیلی بیان سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔[1]

---

[1] ۔مثلاایک صورت یہ ہے کہ بچے کے خواہشمند جوڑے میں سے عورت کے بیضہ کو کسی غیر مرد کے اسپرم کے ساتھ ملا کر خود اُسی عورت یا کسی دوسری عورت کے رحم میں مصنوعی طریقے سے رکھنا؛اس صورت کے بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں بعض نے کچھ شرائط کے ساتھ جائز جبکہ بعض نے ناجائز قرار دیا ہے۔اس سلسلہ میں بعض فتاوی مندرجہ ذیل ہیں:

آیت الله العظمی خامنه ای (مد ظله العالی):(تلقیح زن از طریق نطفه مرد اجنبی فی نفسه اشکال ندارد، ولی باید از مقدمات حرام از قبیل نگاه و لمس حرام و غیر آنها اجتناب شود، به هر حال در صورتی که با این روش کودکی به دنیا بیاید ملحق به شوهر آن زن نمی‌شود، بلکه ملحق به صاحب نطفه و به زنی است که صاحب رحم و تخمک است.)

دفتر حضرت آیت الله العظمی سیستانی (مد ظله العالی): (با این روش جایز نیست.)

دفتر حضرت آیت الله العظمی مکارم شیرازی (مد ظله العالی): (تنها راه برای استفاده از نطفۀ مرد بیگانه این است که مرد موقّتا همسر خود را طلاق دهد و آن زن پس از عدّه به عقد موقّت مرد مورد نظر درآید (هر چند اصلا همدیگر را نبینند) سپس نطفۀ آن مرد را برداشته و در زمان عقد با تخمک زن ترکیب کنند و پس از بخشش باقیماندۀ مدّت عقد موقّت و تجدید عقد دایم با شوهر سابق، نطفۀ ترکیب شده را در رحم او بکارند. فرزندی که متولّد می‌شود بر آن مرد و زن محرم است، ولی تنها از آن زن و صاحب نطفه ارث می‌برد.)

دفتر حضرت آیت الله العظمی صافی گلپایگانی (مد ظله العالی): (بطور کلی عمل تلقیح اگر مستلزم نظر یا لمس حرام باشد تکلیفاً حرام است و به نظر اینجانب جواز تلقیح اجنبی به همسر اگر چه بوسیله خود همسر باشد محل اشکال

اسی طرح سروگیسی کے عمل کی مذکورہ بالا تمام صورتوں کو طبّی ضرورت یا عدم ضرورت کی بنیاد پر بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

سروگیسی کی مشہور اور مبتلا بہ صورت، فقہ جعفری کے تناظر میں:

سروگیسی کی مشہور اور مبتلا بہ صورت، مذکورہ بالا صورتوں میں سے دوسری یعنی "مکمل سروگیسی" (Total Surrogacy) کی صورت ہے؛ ذیل میں اسی صورت کے حوالے سے فقہ جعفری کے تناظر میں بحث کی جاتی ہے۔

"مکمل سروگیسی" کے بارے میں فقہ جعفری کے فقہاء کے فتاویٰ:

فقہ جعفریہ میں اکثر فقہاء اور مراجع کے نزدیک اگر شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ مصنوعی طریقہ سے کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھا جائے تو یہ جائز ہے اور اس صورت میں پیدا ہونے والے بچے کا نسب انہی مرد و عورت سے ثابت ہوگا جن کا نطفہ و بیضہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض امامیہ فقہا کے فتاویٰ درج ذیل ہیں:

حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای (مد ظلہ العالی):

این کار فی نفسه اشکال ندارد ولی باید از مقدمات حرام از قبیل نگاه و لمس حرام و غیر آنها اجتناب شود، به هر حال در صورتی که با این روش کودکی به دنیا بیاید ملحق به شوهر وزنی که صاحب رحم است نمی‌شود بلکه ملحق به صاحب نطفه و به زنی است که صاحب تخمک است.

حضرت آیت اللہ العظمی سیستانی (مد ظلہ العالی):

این کار فی نفسه اشکال ندارد.

حضرت آیت اللہ العظمی مکارم شیرازی (مد ظلہ العالی):

هر گاه نطفۀ زن و شوهری را در خارج از رحم با هم ترکیب کنند، و در رحم شخص ثالثی قرار دهند، این امر ذاتاً جایز است؛ ولی چون غالباً مستلزم نگاه و لمس حرام است، تنها در موارد ضرورت مجاز است.

حضرت آیت اللہ العظمی صافی گلپایگانی (مد ظلہ العالی):

چنانچه ملازم با حرام از قبیل لمس و نظر نباشد فی نفسه مانعی ندارد.

است و در فرضی که انجام شود، فرزند تعلق به مرد صاحب اسپرم دارد و اگر دختر باشد به شوهر شما محرم است؛ چون ربیبه او است و نسبت به خود شما چه پسر باشد یا دختر حکم فرزند را دارد و به شما محرم است.)

نکتہ:

مذکورہ فتاویٰ کے حوالے سے قابلِ توجہ نکتہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حرام مقدمات سے مراد یہ ہے کہ مرد نامحرم عورت کے بدن کو دیکھے یا چھوئے، اسی طرح مرد کا اپنے نطفے کے حصول کے لئے استمنا کرنا یا مرد و عورت کو سروگیسی کے لئے مجبور کرنا وغیرہ؛ اور اگر یہ کام حرام مقدمات کے بغیر ممکن نہ ہو تو پھر ضرورت کی صورت میں بقدرِ ضرورت کوئی حرج نہ ہوگا؛ اور یہاں ضرورت سے مراد یہ ہے کہ مثلا اگر یہ کام نہ کریں تو ان کی ازدواجی زندگی میں خلل واقع ہوگا یا مثلا عورت کسی شدید مشکل میں مبتلا ہو جائے گی؛ وغیرہ۔ [احکام پزشکان و بیماران (محمد فاضل لنکرانی): ص 97، م 239]۔

سروگیسی کی مذکورہ صورت کے جواز کے دلائل:

مقدمہ: سروگیسی کے مسئلہ میں فقہی قواعد کی تطبیق سے پہلے مقدمہ کے طور پر ایک اہم نکتہ کی وضاحت زیادہ موزوں محسوس ہوتی ہے اور وہ اہم نکتہ یہ ہے کہ عصرِ حاضر کے جدید مسائل میں فقہی قواعد کی اہمیت کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ فقہی قواعد کے ذریعہ جدید مسائل کے شرعی احکام کو آسانی کے ساتھ معلوم کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ قواعد فقہ کا ایک وسیع باب ہیں جن کے ذریعہ نت نئے پیش آنے والے مسائل کے شرعی حکم کو استنباط کیا جاسکتا ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ قواعد کسی ایک مسئلے کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بلکہ ایک ایک قاعدے کے تحت کئی کئی بنیادی اور ذیلی مسائل اور فروعات کو جمع کیا جاسکتا ہے۔ پس فقہی قواعد، جدید مسائل کے شرعی احکام کو جاننے کا ایسا مصدر ہیں جن میں شریعت کی بقاء، شرعی احکام کی دستیابی، اور فقہ کو ہر زمان و مکان میں جاری و ساری رکھنے کی صلاحیت موجود ہے؛ لہٰذا سروگیسی کے مسئلہ کو بھی فقہی قواعد کے تناظر میں دیکھ کر حل کیا جاسکتا ہے۔

اصل برائت اور اباحہ:

سروگیسی کی مذکورہ صورت کے جواز کے لئے فقہاء کی بنیادی دلیل ''اصل برائت اور اباحة'' ہے جس کے بارے میں

آئمہ اہل بیتؑ نے فرمایا:

«عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ كُلُّ شَيْءٍ فِيهِ حَلَالٌ وَ حَرَامٌ فَهُوَ لَكَ حَلَالٌ أَبَداً حَتَّى تَعْرِفَ الْحَرَامَ مِنْهُ بِعَيْنِهِ فَتَدَعَه»؛ [2]

ترجمہ: عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر چیز جس میں حلال و حرام ہو، وہ اُس وقت تک تمہارے لئے حلال ہے جب تک تمہیں اُس چیز کے بعینہٖ حرام ہونے کا علم نہ ہو جائے تا کہ اُسے چھوڑ دو۔

[2]. وسائل الشیعہ (حر عاملی): ج ۱۷ ص ۸۸

نیز امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

«كُلُّ شَيْءٍ هُوَلَكَ حَلَالٌ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّهُ حَرَامٌ بِعَيْنِهِ فَتَدَعَهُ» ؛ [3]

ترجمہ: ہر چیز تمہارے لئے حلال ہے جب تک تمہیں اُس کے بعینہٖ حرام ہونے کا علم نہ ہو جائے تا کہ اُسے چھوڑ دو۔

اسی طرح امام باقرؑ نے شریعت کے اس بنیادی اور کلی قانون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«كُلُّ مَا كَانَ فِيهِ حَلَالٌ وَحَرَامٌ فَهُوَلَكَ حَلَالٌ حَتَّى تَعْرِفَ الْحَرَامَ بِعَيْنِهِ فَتَدَعَه» ؛ [4]

ترجمہ: ہر چیز جس میں حلال و حرام ہو، وہ اُس وقت تک تمہارے لئے حلال ہے جب تک تمہیں اُس چیز کے بعینہٖ حرام ہونے کا علم نہ ہو جائے تا کہ اُسے چھوڑ دو۔

آئمہ اہل بیت ع کے انہی فرامین کی بنیاد پر امامیہ علماء نے تصریح کی ہے کہ جس چیز کی حرمت شریعت میں ثابت نہ ہو اُس کے مباح اور حلال ہونے پر عقل و شریعت دونوں میں مطابقت پائی جاتی ہے۔[5]

پس فقہی قاعدہ ''اصالۃ الحل'' کی بنیاد پر سروگیسی کی مذکورہ صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔[6] کیونکہ قاعدہ ''اصالۃ الحل'' تمام شبہاتِ حکمیہ اور موضوعیہ میں جاری ہوتا ہے اور چونکہ اس مسئلہ میں ممنوعیت ثابت نہیں ہے اور کوئی ایسی آیت، روایت یا خاص شرعی دلیل نہیں ہے جو سروگیسی کی اس صورت کی ممنوعیت یا حرمت پر دلالت کرے لہٰذا اصل جواز تصور کیا جائے گا۔ اس بنا پر عدم جواز کا حکم صادر کرنا اس قاعدے کے برخلاف ہے جس کے لئے شارع کی صریح نص یا قطعی دلیل کی ضرورت ہے۔[7]

پس چونکہ جنین کو سروگیٹ عورت کے رحم میں رکھنے کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا اصل حلیت اور اصل برائت کی بنا پر اس عمل کے جواز کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ یہ قسم بھی بدوی طور پر تحریمی شبہات میں سے ہے لہٰذا اس بارے شرعی و عقلی برائت جاری ہوگی۔ (باروری ہای مصنوعی و حکم فقہی آن (محمد یزدی)، مجلّہ فقہ اہل البیت، سال دوم، شمارہ 5 و 6، سال 1375، ص 97)۔

---

[3] . کافی (کلینی): ج ۵ ص ۳۱۳؛ تہذیب الاحکام (طوسی): ج ۷ ص ۲۲۶؛ وسائل الشیعہ (حر عاملی): ج ۱۷ ص ۸۹۔

[4] . کافی (کلینی): ج ۶ ص ۳۲۹؛ وسائل الشیعہ (حر عاملی): ج 25 ص 118۔

[5] ۔ جواہر الکلام: ج ۳۶ ص ۷ ۲۳۔

[6] ۔ استفتائات جدید (ناصر مکارم شیرازی): قم، انتشارات مدرسہ علی بن ابیطالب، 1381، ج 2، ص 64۔

[7] ۔ موسوی بجنوردی، سید محمد، بخش استفتائات، مجلّہ رہنمون، 1371، ص. 22۔

سروگیسی کا انفرادی ضرورت کے ساتھ ساتھ معاشرتی ضرورت ہونا:

میڈیکل سائنس کی اصطلاح میں سروگیسی کے ذریعے بچے کی پیدائش کا عمل بانجھ جوڑوں یا ایسی شادی شدہ خاتون کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے جو اندرونی پیچیدگیوں یا بار بار حمل ضائع ہونے کے مسائل کی وجہ سے زندگی بھر ماں بننے سے قاصر ہوتی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ہمارے معاشرے میں شادی شدہ جوڑوں میں لڑائی جھگڑوں اور پھر طلاق کا راستہ اختیار کرنے کی متعدد وجوہات ہیں جن میں سے ایک اہم وجہ مرد یا عورت کا بانجھ ہونا بھی ہے۔ پاکستان میں بچہ نہ ہونے پر میاں بیوی میں لڑائی جھگڑے اور طلاقیں ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا؛ جب عورت بانجھ ہو مرد دوسری شادی کی خواہش کرتا ہے اور پھر عام طور سے اپنی بانجھ بیوی کو طلاق دے کر کسی اور عورت کو بیاہ لیتا ہے جو اس کے خیال میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کی حامل ہوتی ہے۔

اگرچہ اس کا ایک راہِ حل بچہ گود لینا بھی ہے لیکن بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ بچہ ان کا نہیں ہوگا، باپ چاہتا ہے کہ بچہ اس کا اپنا ہو، جس کی رگوں میں اس کا اپنا خون دوڑ رہا ہو؛ اور ایسے مرد کی اس خواہش کو صرف سروگیسی کے ذریعہ ہی پورا کیا جاسکتا ہے۔

اس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ سروگیسی کا عمل، معاشرے میں بچہ نہ ہونے کی وجہ سے طلاق کے مسئلہ کا حل ہے اور اس طریقہ کے ذریعہ نہ صرف تنہا عورت کو طلاق سے بچایا جاسکتا ہے بلکہ معاشرے میں بھی بانجھ پن کی وجہ سے طلاق کے مسئلہ کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے۔

اگر سروگیسی کے مسئلہ کو مسلمانوں کی انفرادی یا معاشرتی ضرورت کے تناظر میں دیکھا جائے تو پھر ناجائز یا حرمت کے احتمال کے باوجود یہ عمل، جائز اور مباح قرار پائے گا جس کے لئے تمام مسلمان فقہاء نے فقہی قاعدہ ''الضرورات تبیح المحظورات'' بیان کیا ہے؛ یعنی ضرورت، ممنوع چیز کو مباح بنادیتی ہے۔

اس فقہی قاعدے کی حجیت کے دلائل کے طور پر قرآن مجید کی متعدد آیات کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے جن میں سورہ انعام آیت ۱۱۹؛ سورہ بقرہ: ۱۷۳؛ سورہ مائدہ: ۳؛ اور سورہ انعام ۱۴۵ شامل ہیں۔

اس قاعدے یا ضابطے کا مفہوم یہ ہے کہ جب انسان ایسی حالت میں ہو کہ انفرادی یا معاشرتی نقصان سے بچنا صرف اور صرف ممنوع راستے کو اختیار کرنے میں منحصر ہو تو ایسی صورت میں اس ممنوع راستے کا انتخاب شرعاً جائز ہوگا۔

واضح رہے کہ ضرورت یا اضطرار ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں، جس سے مراد ایسی مشقت و سختی کا سامنا کرنا ہے جس کے لئے کوئی راہِ حل نہ ہو اور انسان مجبور ہو جائے؛ لہٰذا انسان ضرورت کے بقدر ایسے کام کا ارتکاب کر سکتا ہے جو بغیر

ضرورت کے کرنا منع ہو۔

اس قاعدے کے تناظر میں عورتوں کے بانجھ پن کے مسئلہ کو دیکھا جائے تو واضح ہو گا کہ ہمارے معاشرے میں بہت سی بانجھ عورتیں زندگی بھر ایسی بات کی سزا پاتی رہتی ہیں جو ان کے اختیار ہی میں نہیں ہوتی؛ کیونکہ بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کا نہ ہونا وہ امر ہے جو عورت کے بس میں نہیں ہے۔ ایسی صورتحال میں معاشرے کی طرف سے تحمیل کی گئی نفسیاتی اور کبھی جسمانی سزاؤں سے بچنے کے لئے ضرورتمند عورتوں کے لئے سروگیسی کا راستہ اختیار کرنا جائز ہو گا۔

نیز عورتوں کے بانجھ پن کے مسئلہ کو انفرادی مسئلہ ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرتی ضرورت کے طور پر بھی لیا جا سکتا ہے ایسی صورت میں بھی مذکورہ بالا قاعدے کے تحت سروگیسی کا عمل جائز قرار پائے گا۔

نیز اس بات کی طرف توجہ بھی ضروری ہے کہ جب تمام فقہاء کے نزدیک مذکورہ بالا قاعدے کے تحت عرفی ضرورت کے وقت یقینی حرام بھی جائز قرار پا سکتا ہے تو پھر سروگیسی کے عمل کا جائز قرار پانا بدرجہ اولی ثابت ہے کیونکہ یہ عملی یقینی طور پر حرام ثابت نہیں بلکہ اس کی حرمت میں تردید پائی جاتی ہے۔

کیا سروگیسی سے پیدا ہونے والا بچہ ولدالزنا کی مانند ہے؟

اس شبہ کو پیش کرنے والوں کی نظر میں چونکہ ولد الزنا بچہ بھی شرعی عقد کے بغیر پیدا ہوتا ہے اور سروگیسی کے نتیجے میں جس عورت کے رحم میں نطفہ و بیضہ رکھے جاتے ہیں وہ بھی شرعی عقد کے بغیر بچے کو جنم دیتی ہے؛ لہٰذا سروگیسی کا عمل زنا کی مانند ہے۔

اس سلسلہ میں یہ جان لینا چاہیے کہ زنا کا تعلق بچے کو جنم دینے سے ہرگز نہیں ہے؛ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر بانجھ عورت یا مرد کے لئے زنا کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا؛ بلکہ شرعی نقطہ نگاہ سے زنا سے مراد نامحرم مرد اور عورت کا مجامعت کرنا اور کم از کم ختنہ کی مقدار دخول واقع ہونا ہے جبکہ یہ چیز سروگیسی کے عمل میں نہیں پائی جاتی کیونکہ اس عمل میں کوئی عورت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ اس کے شوہر کا مادہ تولید/مادہ منویہ ہمبستری کے ذریعے سروگیٹ عورت میں منتقل ہو، بلکہ یہ عمل مصنوعی طریقے سے انجام پاتا ہے جس کے بعد دوسری عورت (Surrogate Mother) یا (متبادل ماں) اپنی کھوکھ میں پالنے کے بعد جنم دیتی ہے۔

اس بنا پر سروگیسی سے پیدا ہونے والے بچے کو شرعی طور پر زنا سے پیدا ہونے والے بچے کی طرح قرار نہیں دیا جا سکتا؛ کیونکہ سروگیسی کے عمل میں شرعی طور سے زنا کا تصور بھی نہیں پایا جاتا۔

سروگیسی سے پیدا ہونے والے بچے کا نسب:

اگرچہ بعض علماء کی رائے ہے کہ سروگیسی کے عمل میں بچے کی نسبت جنم دینے والی عورت کی طرف ہونا چاہیے، نہ کہ اس عورت کی طرف جس کا بیضہ استعمال کیا گیا ہے اور نہ ہی اُس مرد کی طرف جس کا نطفہ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ نسب کا تعلق نطفے کی بنیاد پر ہوتا ہے، نہ کہ صرف جنم کی بنیاد پر۔

قرآن کریم میں بھی اسی حقیقت کی طرف ارشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

{وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا} .[فرقان: ۵۴]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا پھر اس کو نسب اور سسرال بنایا اور آپ کا پروردگار بڑی طاقت والا ہے۔

اس آیت میں «خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا» پر «جَعَلَ» کی تفریع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی پانی سے خلق کیا گیا بشر ہی نسب کا حامل ہے اور اُس کا نسب حقیقت میں پانی (نطفہ) کی بدلی ہوئی حالت ہے۔ گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نسب کا اعتبار، بشری تخلیق کی اصل کی بنیاد پر ہے۔

اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ بچے کی تخلیق کی ابتداء مرد کے نطفہ اور عورت کے بیضہ سے ہوتی ہے پس سروگیسی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچے کا نسب بھی اُس کی خلقت کی ابتدا کی بنیاد پر اصل والدین ہی کی طرف پلٹے گا؛ اور پھر نسب کی بنیاد پر بچے کے دیگر حقوق جیسے میراث، نفقہ، حضانت وغیرہ بھی اصل ماں باپ کے ساتھ متعلق ہوں گے۔

مخفی نہ رہے کہ سروگیسی کے عمل ہی سے واضح ہے کہ سروگیٹ عورت (متبادل ماں) کا بنیادی کردار صرف یہ ہے کہ وہ بچے کا حمل اپنے رحم میں ٹھہراتی (Conceive) کرتی اور جنم دیتی ہے لہٰذا جینیٹک طور پر بھی بچے اور اس کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ پیدا ہونے والے بچے کے وجود کی بنیاد ہوتی ہے بلکہ بچے کے وجود کی بنیاد وہ عورت ہے جس کا بیضہ اس کے رحم میں رکھا گیا ہے۔

سروگیسی سے پیدا ہونے والے بچے کی حضانت، میراث اور نفقہ جیسے حقوق کا مسئلہ؟

سابقہ بیان میں واضح کیا جا چکا ہے کہ سروگیسی کے ذریعہ پیدا ہونے والا بچہ نسب کے لحاظ سے نطفہ اور بیضہ والے والدین کے متعلق ہوتا ہے اور چونکہ میراث، نفقہ، حضانت وغیرہ جیسے حقوق نسب کی بنیاد پر طے پاتے ہیں لہٰذا سروگیسی سے پیدا ہونے والے بچے کے ایسے تمام حقوق اُس کے اصل والدین کے ساتھ متعلق ہوں گے، نہ کہ سروگیٹ مدر کے ساتھ۔

ایک تاکید:

واضح رہے کہ سروگیسی کا معاملہ شرعی اعتبار سے بہت زیادہ الجھا معاملہ نہیں ہے بلکہ اس کی بعض صورتوں کے جواز کو نہایت سادگی سے استنباط کیا جا سکتا ہے؛ نیز یہ عمل نہ صرف شرعی طور سے جائز ہے بلکہ بعض لحاظ سے ایک معاشرتی ضرورت بھی ہے لیکن اس سلسلہ میں باقاعدہ قانون سازی کی ضرورت ہے تاکہ شرعی لحاظ سے اس جائز عمل سے غلط استفادہ کے طریقوں کی روک تھام کرنے کے ساتھ اسلامی ریاست میں سروگیسی کے عمل کو محفوظ طریقے سے قابل عمل بنایا جا سکے۔